۱۱۵۲ھ یا اس سے پہلے کی ہوئی۔ اور تذکرے کی تالیف کا آغاز ۱۲۲۱ھ میں ہوا، اُسی سال اگر اپنا حال لکھا ہے تو زیادہ سے زیادہ ۱۱۴۱ھ میں یا اس کے بعد پیدا ہوئے ہوں گے۔

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں کہ ۱۱۶۴ھ زیادہ قرینِ صحت ہے[1] لیکن صدیقی صاحب نے جہاں جہاں اپنے قیاس سے کام لے کر سنین کا تعین کیا ہے وہاں ان سے سخت تسامح ہوا ہے۔ مثلاً وہ ۱۱۶۴ھ کو سال ولادت مان کر پھر لکھتے ہیں کہ "۱۱۹۰ھ کے لگ بھگ امروہہ سے دہلی آئے ہوں گے[2]۔ اس سے پہلے لکھ آئے ہیں کہ "۱۱۸۰ھ کے لگ بھگ دلی سے نکلے اور پہلے آنولہ پہنچے"[3] پھر مصحفی کے تلامذہ جانے اور محمد یار خاں امیر سے متوسّل ہونے کا زمانہ ۱۱۸۳ھ کے قریب بتاتے ہیں[4]۔ پھر کہتے ہیں کہ مصحفی پہلی بار لکھنؤ "۱۱۸۵ھ کے بعد گئے ہیں" اور وہاں ایک سال رہ کر لکھنؤ سے دہلی واپس ہوئے اور "تھوڑے عرصے کے بعد" دوبارہ لکھنؤ پہنچے اور مستقل قیام اختیار کر لیا[5]

حالانکہ انھیں مصحفی کی اُس تحریر کا علم ہے جس میں خود مصحفی نے دورِ نجف خانی میں بارہ سال تک دہلی میں گوشہ نشین رہنا بیان کیا ہے۔ غرض ایک بات بھی صدیقی صاحب نے ٹھکانے کی نہیں لکھی[6]۔ تناقض و تضاد کی جتنی دلچسپ مثال ان کی یہ کتاب ہے ایسی بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ بات کچھ ان کی تحریروں کا امتیازی نشان ہو گئی ہے۔ چنانچہ "لکھنؤ کا دبستانِ شاعری" صدیقی صاحب کا تحقیقی مقالہ ہے۔ اس پر نہ صرف یہ کہ علی گڑھ یونیورسٹی نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دی تھی بلکہ شعبۂ اردو نے اپنی طرف سے اس کی اشاعت کا سر و سامان بھی کیا تھا اور اس کا پہلا ایڈیشن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہی کے مصارف سے طبع ہوا تھا۔ لیکن تحقیقی اعتبار سے اس کتاب کا جو مرتبہ ہے وہ ڈاکٹر وحید قریشی کے

---

[1] ابواللیث صدیقی: "مصحفی اور اُن کا کلام" (بحوالہ اورینٹل کالج میگزین لاہور، اگست ۱۹۴۹ء و فروری ۱۹۵۰ء) ص ۴ [2] ایضاً ص ۴ [3] ایضاً ص ۲ [4] ایضاً ص ۴ [5] ایضاً ص ۵۔ [6] ان سطور کی تحریر کے وقت ڈاکٹر صدیقی کی کتاب "مصحفی اور ان کا کلام" راقم الحروف کے پاس نہیں ہے۔ صرف وہ حصہ امین اس مضمون ہے جو شائع کیا گیا تھا۔ اس کی یادداشتوں سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ لیکن بڑی حد تک اطمینان ہے کہ کتابی صورت میں اسے چھپواتے وقت مصنف نے کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ ہم سے اگر کوئی فروگذاشت ہوئی ہوگی تو کتاب کی اشاعت کے وقت اس کا ازالہ کر دیں گے۔

ایک طویل تبصرے سے واضح ہو جاتا ہے. جو سہ ماہی "نوائے ادب" (بمبئی) میں شائع ہو چکا ہے. علی ہذا اُن کا طویل مقالہ "مصحفی اور ان کا کلام" اگست ۱۹۴۹ء اور فروری ۱۹۵۰ء کے اورینٹل کالج میگزین میں پہلی بار شائع ہوا تھا. اس پر مخدومی قاضی عبدالودود (بار ایٹ لا. پٹنہ) تبصرہ کر چکے ہیں.[۵] اور اُس کی تاریخی و تحقیقی غلطیوں کی طرف سے چند اشارے کیے ہیں۔

اسی تبصرے کے ذیل میں قاضی عبدالودود صاحب نے لکھا ہے کہ "مصحفی کی ولادت میرے خیال میں ۱۱۶۴ھ سے قبل ہوئی ہے مگر یہ کسی طرح ۱۱۶۰ھ سے پہلے نہیں"[۶] دوسری جگہ قاضی صاحب لکھتے ہیں:۔

> آبرو[۷] کا سال ولادت... مصحفی نے ... موت کے وقت عمر ۵۰ سے متجاوز تھی (تذکرۂ ہندی) (؟) اس حساب سے زمانۂ پیدائش ۱۰۹۵ھ کے لگ بھگ ٹھہرتا ہے. اس کی تردید کی کوئی شکل نظر نہیں آتی لیکن اس کے قبول کرنے سے یہ تسلیم کرنا لازم آتا ہے کہ یہ اپنے استاد آرزو (ولادت ۱۰۹۹ھ) سے کئی سال بڑے تھے. اس سلسلے میں یہ بات بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ مصحفی جو اپنا ماخذ نہیں بتاتے آبرو کی رحلت کے کم از کم ۵ ابرس قبل پیدا ہوئے ہیں اور کم از کم ۲۵ برس کی عمر میں دہلی پہنچے ہیں"...[۸]

اس کے بعد آگے چل کر اُنھوں نے خود ہی لکھا ہے کہ:۔

> (آبرو کی)... صحیح تاریخ وفات ۲۴ رجب ۱۱۴۶ھ ہے... یہ سفینۂ خوشگو میں درج ہے"...[۹]

خوشگو نے آبرو کی وفات ۱۱۴۶ھ میں ہونا بیان کیا ہے اس اعتبار سے اگر ہم قاضی عبدالودود صاحب کے مذکورۂ بالا قول کو صحیح تسلیم کریں کہ مصحفی.... آبرو کی رحلت کے کم از کم ۵ ابرس قبل پیدا ہوئے اور کم از کم ۲۵ برس کی عمر میں دہلی پہنچے" تو مصحفی کا سال پیدائش ۱۱۳۱ھ اور ان کے دہلی پہنچنے کا زمانہ ۱۱۵۶ھ ماننا لازم آتا ہے. اور اس کی تصدیق کا نہ صرف یہ کہ کوئی ذریعہ نہیں اور باعتبار قرائن بھی یہ غلط ہے بلکہ خود قاضی صاحب کے اس خیال سے متخالف ہے جو ہم نے اوپر نقل کیا کہ "مصحفی کی ولادت میرے خیال میں ۱۱۶۴ھ سے قبل ہوئی ہے مگر

---

[۵] ملاحظہ ہو معاصر (پٹنہ) حصہ اول [۶] ایضاً ص ۱۰۲ [۷] شاہ مبارک آبرو مراد ہیں۔ [۸] معاصر حصہ ۲، ص ۱۰۸ [۹] ایضاً ص ۱۱۷ - "سفینۂ خوشگو" فارسی شعرا کا تذکرہ ہے جس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ مشرقیہ خدا بخش (پٹنہ) میں محفوظ ہے۔

یہ کسی طرح ۱۱۶۰ھ سے پہلے نہیں۔"[۵۱]

بظاہر یہ کتابت کی غلطی یا سہوِ قلم ہے۔ زیرِ بحث عبارت میں "۱۵ سال قبل پیدا ہوئے ہیں" کی جگہ "۱۵ برس بعد" سمجھا جائے تو اشکال رفع ہو جاتا ہے اور صحیح سال پیدائش بھی حاصل ہوتا ہے۔

سالِ ولادت کا تعین کرنے کے سلسلے میں چند امور اور شواہد غور طلب ہیں جنھیں بالترتیب یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(الف) ریاض الفصحا میں مصحفی نے لکھا ہے کہ اب میری عمر "قریب بہ ہشتاد" (اسی سال کے لگ بھگ) ہے۔ اور یہ ہم بتا چکے ہیں کہ ریاض الفصحا کی تالیف ۱۲۲۱ھ اور ۱۲۳۶ھ کے درمیان ہوئی ہے۔

(ب) مصحفی نے اپنے دیوان ششم کے دیباچہ میں لکھا تھا کہ

"تولدِ من در احمد شاہی است۔ تا الیوم عمر از شصت (۶۰) متجاوز خواہد بود۔"[۵۲]

اس دیباچہ کے آخر میں یہ بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ یہ ۱۲۲۴ھ میں بہ مقام لکھنؤ لکھا گیا۔ احمد شاہ سے مراد، احمد شاہ بن محمد شاہ ہے جو یکم جمادی الاول ۱۱۶۱ھ کو تخت نشین ہوا تھا۔

دیوان ششم کا یہ دیباچہ جلوۂ خضر مولفہ صفیر بلگرامی کے علاوہ معارف اعظم گڈھ کی کسی اشاعت میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ سر شرف الامرا مرحوم کے داماد محمد عبد اللہ خاں ضیغم کے مولفہ تذکرہ "یادگارِ ضیغم" کا ایک قلمی نسخہ ادارۂ ادبیاتِ اردو (حیدر آباد دکن) کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔[۵۳] اس کی تالیف ۱۳۱۸ھ میں شروع ہوئی اور ۱۳۲۴ھ میں اتمام پذیر ہوا۔ مولف یادگار ضیغم نے بھی دیباچہ دیوان ششم کا ترجمہ اپنے مقدمہ میں درج کیا ہے لیکن آخری جملے کے ترجمہ میں انھوں نے غلطی کی ہے:۔

"تولد میرا احمد شاہ بادشاہ کے وقت میں ہوا اور اس وقت میری عمر ۶۰ برس سے بڑھی ہوئی ہے۔"[۵۴]

---

[۵۲] معاصر حصہ ۱/۱۸۲۔ [۵۳] دیوان ششم کا یہ دیباچہ سب سے پہلے سید فرزند احمد صفیر بلگرامی (شاگرد غالب) نے اپنی کتاب جلوۂ خضر میں نقل کیا تھا۔ یہ کتاب اب بہت کمیاب ہے۔ راقم الحروف کی نظر سے اس کا وہ نسخہ گذرا تھا جو کتب خانہ مالک رام کی زینت ہے۔ اس سے جو یادداشتیں قلمبند کی گئی تھیں وہ اس وقت نہیں ملیں۔ [۵۴] نمبر اندراج ۴۵۰ (یادگار ضیغم قلمی)، ملاحظہ ہو: تذکرہ مخطوطات ادارۂ ادبیات اردو جلد ۲۔ یہ تذکرہ راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرا ہے۔

چونکہ اس غلطی سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے اس لئے تصریح اور تصحیح ضروری ہے۔

(ج) مجمع الفوائد میں مصحفی لکھتے ہیں کہ "نکاح شرعی کے بعد میرے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کی والدہ اسی دوران میں فوت ہوگئی۔ اور اس کے بعد تقریباً تیس سال ہوئے ہوں گے یا کچھ زیادہ، کہ میں لکھنؤ میں مقیم ہوں[۱]"! پھر آخر میں لکھتے ہیں:

"حالا کہ سن عمر از شصت متجاوز است..."[۲]

اس سے دو باتیں مستنبط ہوتی ہیں اولاً یہ کہ مجمع الفوائد کی تالیف کے وقت مصحفی کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی اور ثانیاً یہ کہ وہ تقریباً ۳۰ سال سے لکھنؤ میں مقیم تھے۔ اس سے انھوں نے اپنے دوبارہ مستقل قیام کی نیت سے لکھنؤ آنے کا زمانہ مراد لیا ہے اور وہ ۱۱۹۸ھ میں دوسری بار لکھنؤ آئے تھے جس کے بعد کبھی لکھنؤ سے باہر نہیں نکلے۔ اس حساب سے دیکھا جائے تو مجمع الفوائد ۱۲۲۸ھ کے آس پاس کسی سال میں تصنیف ہوئی ہے[۳]۔ اور ۱۲۲۸ھ میں اگر مصحفی کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی تو اُن کا سن ولادت ۱۱۶۰ھ برآمد ہوگا۔

(د) میر حسن دہلوی (متوفی[۴] ۱ محرم ۱۲۰۱ھ) نے اپنے تذکرہ شعرائے اردو کی ترتیب و تبویب کا کام ۱۱۸۳ھ کے لگ بھگ شروع کر دیا تھا[۵]۔ ۱۱۸۵ھ میں سکرتال کی جنگ سے پہلے مصحفی کیشہر میں موجود تھے۔ اگر اُن کا قیام وہاں ۳-۴ مہینے رہا تو وہ اسی سال گئے ہوں گے۔ میر حسن نے ان کے ترجمے میں لکھا ہے؟

"اکمال در شاہجہان آباد بہ پیشۂ تجارت بسر می برد"

اس سے ظاہر ہے کہ مصحفی کا حال ۱۱۸۳ھ اور ۱۱۸۵ھ کے درمیان لکھا گیا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ عنفوانِ شباب[۶] میں دہلی پہنچے تو امر دہہ سے اُن کے نکلنے کے وقت عمر کم از کم ۲۵ سال ہونی چاہیے[۷]۔ اس

---

[۱] مصحفی: مجمع الفوائد (قلمی) بحوالہ "مصحفی اور ان کا کلام" از ابو اللیث صدیقی ص ۷۔ [۲] لکھنؤ میں مصحفی کے قیام کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صدیقی نے لکھا ہے کہ "لکھنؤ ۱۱۸۲ھ کے قریب پہنچے... اس حساب سے مجمع الفوائد ۱۲۱۰ھ کے قریب کی تصنیف ہے" یہ حساب سراسر غلط اور بالکل فرضی ہے۔ واقعات اس کی تائید کسی پہلو سے نہیں کرتے۔ خدا جانے کہ صدیقی صاحب نے ۱۱۸۲ھ اور ۱۲۱۰ھ کا تعین کیسے کیا ہے [۳] اعظم خاں یکتا: دستور الفصاحت ص ۴۴ تا ۶۹ مقدمہ نوشتہ امتیاز علی عرشی [۴] مصطفیٰ خاں شیفتہ: گلشن بیخار ص ۷۷ "در عنفوانِ شباب بہ جہان آباد آمد طرح اقامت افگند"[۵] معاصرین ص ۱۲۲

حساب سے بھی اُن کی پیدائش ۱۱۶۲ھ کے لگ بھگ قرار پاتی ہے۔

ان امور کو ذہن میں رکھتے ہوئے فیصلہ کی بنیاد دیوان ششم کے دیباچے ہی کو بنانا پڑے گا۔ خود مصحفی دور احمد شاہ میں پیدا ہونا تحریر کرتے ہیں اور اُس کا سال جلوس ۱۱۶۱ھ مصدقہ ہے تو کیوں نہ ہم اسی سن کو اُن کی ولادت کا سال مان لیں۔ اس سے سارے اشکال رفع ہو جائیں گے۔ یعنی:۔

(الف) ریاض الفصحا میں انھوں نے اپنی عمر پورے اسّی برس نہیں بتائی "قریب بہ ہشتاد" لکھا ہے ۱۱۶۱ھ کو سال پیدائش مانیں تو ۱۲۳۶ھ میں اُن کی عمر ۷۵ برس ہوتی ہے جسے آسانی کے ساتھ "قریب بہ ہشتاد" کہا جا سکتا ہے۔

(ب) دیوان ششم کا دیباچہ، خود مصحفی کی تصریح کے مطابق ۱۲۲۴ھ میں لکھا گیا ہے۔ اس میں عمر ساٹھ سال سے زیادہ بتائی ہے۔ یہ بھی ۶۳ سال ہوتی ہے جو یقیناً "از شصت متجاوز" کے ذیل میں آتی ہے۔

(ج) مجمع الفوائد کا سال تصنیف اگر ۱۲۲۸ھ صحیح ہے تو اس کی تالیف کے وقت عمر ۶۷ سال ہوتی ہے اور یہی مصحفی نے لکھا ہے۔

ان قرائن کو دیکھتے ہوئے ہماری رائے یہی ہے کہ وہ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ کے بعد کسی مہینے میں پیدا ہوئے؛ اور یہ احمد شاہ بن محمد شاہ پادشاہ دہلی کا عہد حکومت تھا۔

مولد | سال ولادت کی طرح مصحفی کے مولد میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ میر حسن دہلوی کا بیان ہے کہ وہ اکبر پور نامی قصبہ میں پیدا ہوئے جو دہلی کے متصل ہے۔ اور خود مصحفی اس کا محل وقوع "جمنا کے کنارے" بتلاتے ہیں[1]

میر حسن کے الفاظ یہ ہیں:

"... شیخ ہمدانی المتخلص بہ مصحفی ... از نجبائے امروہہ مولدش اکبر پور کہ قصبہ ایست متصل دہلی، وطن بزرگانش از قدیم۔ الحال در شاہ جہاں آباد بہ پیشہ تجارت

(بقیہ حاشیہ ص۴۵) حصہ ۸، ۱۱۹/۔ قاضی عبدالودود صاحب کا خیال ہے کہ "وہ کم از کم ۷۵ برس کی عمر میں دہلی پہنچے"

[1] مصحفی: مجمع الفوائد (قلمی) متعلقہ عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔

برہان دہلی

لبسرمی برد... ۱؎

کا خاکہ

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصحفی امروہہ کے شرفا میں سے ہیں
ہوئی جو دہلی سے متصل ایک قصبہ ہے اور اُن کے بزرگوں کا مسکن بہت زمانے
دہلی میں تجارت کرتے ہیں۔" اس عبارت میں ایک صریح تناقض ہے جب مصحفی کا یونیورسٹی علیگڑھ)
ان کے بزرگوں کا مسکن ما من بھی زمانۂ قدیم سے ہے تو پھر "بجائے امروہہ" سے لیے کچھ نہیں کہہ سکتے
ہوا۔؟ لیکن دراصل یہ غلط فہمی ایک کاتب کی پھیلائی ہوئی ہے اور اس سے اندازہ
کی معمولی سی لغزشِ قلم سے تاریخ و تحقیق کے طالب علموں کو کتنے پاپڑ بیلنے پڑ جاتے ہیں مہر ۱۹ جولائی ۱۹۴۰ء
کے مرتب و محشی مولانا امتیاز علی خاں عرشی کی مندرجۂ ذیل عبارت سے سلجھ جا انتقال ۱۰ر اگست ۱۹ء
کے قلمی نسخہ مخزونہ رضا لائبریری رامپور کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں نبی اکبر نگر کو، وطن کہوں
اُس تذکرے کا ایک قلمی نسخہ کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں موجود ہے اس میں
یا دس دس پانچ پانچ سطروں کی بیاضیں پائی جاتی ہیں۔ نیز آخری حال دوسرا ہے مگر مشرقی علوم پر دسترس
ہے جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ خود مصنف کا نسخہ ہے کہیں کہیں مطبوعہ تراجم کے ذریعہ آشنا ہونے کی
اختلاف بھی ہے۔ یہاں صرف مصحفی سے متعلق ایک جملے کے اختلاف کا ذکر سے انہیں علم و ادب کی
نسخے میں عبارت یوں ہے: "از نجباے امروہہ، مولدش اکبر پور کہ قصبہ ایست حکیم عبدالحمید فرخ کے
وطن بزرگانش از قدیم۔ الحال در شاہ جہان آباد بہ پیشۂ تجارت لبسرمی برد میں پہلی بار میں نے اپنا نام
ہمارے قلمی نسخہ میں یہ عبارت اس طرح ہے:

"از نجباے امروہہ۔ مولدش اکبر پور کہ قصبہ ایست متصل۔ الحال در شاہجہان آباد بہ پیشۂ تجارت لبسرمی برد"

مطبوعہ نسخے کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصحفی جس اکبر پور نامی ۱۸۰۹ء دی ہے۔
دہلی کے متصل ہے اور قلمی نسخہ اس کے برخلاف یہ بتاتا ہے کہ قصبہ مذکور ا

۱؎ میر محمد ... تذکرہ شعراے اردو ... ۱۹۴۰/۷۸ ۱۹۷ء۔
۲؎ ایضاً

یوپی کے ڈسٹرکٹ گزیٹیر (جلد ۱۶ ص ۱۱) میں قصبہ اکبر پور کا ذکر امروہہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور ہندوستان گزیٹیر میں دہلی کے زیر ... میں کسی اکبر پور نامی قصبے کا ذکر نہیں ملتا۔ اس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ رامپور کے اس نسخے کی عبارت صحیح ہے اور مطبوعہ نسخے میں کاتبوں نے کتر بیونت کر دی ہے۔"[۱]

(الف) اکبر پور | مندرجہ بالا تصریح سے یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے کہ اکبر پور "متصل دہلی" نہیں تھا بلکہ امروہہ سے متصل ہے۔ شاہی زمانے میں دہلی کی حیثیت ایک صوبہ کی تھی اور اس زمانے کی دستاویزات اور فرامین میں عام طور سے یوں ہی لکھا جاتا تھا مثلاً "پرگنہ امروہہ من توابع سرکار سنبھل متصل دہلی یا من مضافات دہلی" یہاں "متصل" سے یہ مراد نہیں کہ دونوں کی سرحدیں بالکل ملی ہوئی ہیں۔ بلکہ یہ دفتر اور کچہری کی زبان تھی۔

اب یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ خود مصحفی نے "اکبر پور" کی جائے وقوع کیا بیان کی ہے۔ مجمع الفوائد کی اصل عبارت مع ترجمہ کے پہلے درج ہو چکی ہے اس میں مصحفی نے لکھا ہے کہ

"میرے مولد اصلی کا ... ایام موضع اکبر پور میں تھا جو موضع منجھاولی اور موضع شیخ پور کے درمیان واقع ہے۔"[۲]

امروہہ سے ۳ میل شمال مغرب میں جو موضع اکبر پور واقع ہے اور جس کا ذکر ڈسٹرکٹ گزیٹیر میں بھی کیا گیا ہے[۳] اس کا موقف قطعاً وہی ہے جو مصحفی نے بیان کیا ہے۔

---

[۱] امتیاز علی عرشی: دیباچہ دستور الفصاحت ۶۹-۶۸ [۲] مصحفی مجمع الفوائد (قلمی) [۳] ڈسٹرکٹ گزیٹیر ج ۱۶ ص ۱

ماہنامہ نقش
زیر ادارت مولانا سید انظر شاہ کشمیری
پہلا شمارہ جون ... میں شائع ہو چکا ہے۔ رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مذہبی۔ تاریخی اور ادبی مواد کو نہایت سہل ... اردو میں پیش کیا جاتا ہے۔ زیر نظر شمارہ کے خاص لکھنے والے (۱) مولانا ضیاء الدین اصلاحی دار المصنفین اعظم گڑھ۔ (۲) حضرت ... (۳) جناب ابو النصر فیضی بی۔ ایس۔ سی۔ (۴) استاد علی عماری مدرس جامعہ ازہر وغیرہ ہیں۔ ہر خاص و عام سے رسالہ کے خریدار بننے کی اپیل کی جاتی ہے نمونہ ذیل کے پتہ سے مفت طلب کریں۔ سالانہ چندہ ۵
دفتر نقش دیوبند۔ یوپی

مولانا آزاد کی مستند مختصر عمری کا خاکہ

(از۔ جناب عابد رضا صاحب بیدار ادارۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

"جب تک میری زندگی مجھ میں اور لوگوں کے درمیان حائل ہے، شاید وہ میرے لیے کچھ نہیں کرسکتے صحیح وقت اس کا میرے بعد آئے گا۔ کیوں نہ اس کا انتظار کیا جائے۔"

——— ابوالکلام آزاد بنام غلام رسول مہر ۱۹ جولائی ۱۹۴۰ء

پیدائش ۔۔۔ ۱۸۸۸ء مطابق ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ[1]۔ والد کا نام مولوی خیرالدین، انتقال ۱۱ر اگست ۱۹۰۸ء یوم دوشنبہ بمقام کلکتہ بعمر ۹۰ سال[2] ۔۔۔ سالہا سال کے متصل قیام کی بنا پر بے جا نہیں اگر کلکتہ کو، وطن کہوں[3] "نام، ابوالکلام آزاد...... احمد سے لوگ آشنا نہیں ہیں، گو نام وہی ہے۔[4]

۱۹۰۰ء سے قومی اور ملی تحریکوں میں دلچسپی لینے لگے تھے، انگریزی سے ناآشنا تھے مگر مشرقی علوم پر دسترس حاصل ہو چکی تھی۔ غزالی پر کچھ کام شروع کر دیا تھا، اور سائنس اور مغربی علوم سے تراجم کے ذریعہ آشنا ہونے کی جستجو تھی[5] ۔ آزاد، شبلی۔ سید حسن۔ سرسید اور حالی ان کے ابتدائی عہد کے معلم تھے جن سے انہیں علم و ادب کی لگن ہوئی[6] ۔ شاعری اور نثر نویسی کا آغاز تیرہ سال کی عمر میں ہوا۔ ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء کی بات ہے حکیم عبدالحمید فرخ کے "ارمغان فرخ کیلئے" پوچھی زمیں کی تو کہی آسمان کی" کی طرح میں گیارہ شعر کی غزل لکھی۔ زندگی میں پہلی بار میں نے اپنا نام ایک رسالے میں چھپا ہوا دیکھا تھا[7]

---

[1] اخبار دبدبۂ سکندری، رامپور ۲۴ر اگست ۱۹۰۸ء۔ دبدبۂ سکندری تک رہنمائی کے لیے قبلہ امتیاز علی خاں صاحب عرشی کا ممنون ہوں۔

[2] تذکرہ، دارالکتاب لاہور ایڈیشن، صفحہ ۳۱۱، ابو سعید بزمی نے تاریخ پیدائش ۹ فروری ۱۸۸۸ء دی ہے۔

[3] تذکرہ ۳۳۱۔ [4] نقش آزاد، خط نمبر ۱۱۷۔

[5] بنام عبدالرزاق کانپوری، ادب، آزاد نمبر شائع کردہ عابد رضا بیدار۔ [6] ایضاً